اعوذباللّٰہ من الشیطان الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم o

MICC کے محترم صدر نشین، محترم المقام مرشیدن عظام، اراکینِ کابینہ وانتظامی MICC منتظمین کانفرنس اور خواتین وحضرات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قبل اس کے کہ میں آپ کی خدمت میں کچھ عرض کروں یہ میرا فریضہ ہے کہ میں MICC کے جمیع ارکان کی خدمت میں اس عظیم الشان اجتماع منعقد کرنے کے لئے مبارک بادیش کروں اور شکریہ ادا کروں کہ مجھے اس عظیم الشان اجتماع کو مخاطب کرنے کی دعوت دی۔

اللہ سے دُعا ہے کہ وہ آپ تمام سے اپنی قوم ودین کی خدمت تادم قیامت اسی طرح لیتا رہے اور قوم آپ کی خدمات سے استفادہ کرتی رہے۔ جس طرح آپ حضرات نے اسی دیار غیر میں اپنے عقیدہ وایمان کی شمع کو فروزاں کر رکھا ہے یہ ایک قابل ستائش بات ہے۔ یہ ملی خدمات ساری دُنیا کو ہمارے وجود کی بقاء واستحکام کا احساس دلاتی ہیں۔ ہم دُنیا کے کسی کونے میں رہیں اپنے آقا امام مہدی موعود علیہ السلام کے فرمان کے مطابق رہیں۔

"ہرجا کہ باشد بایادِ خدا باشد"

جہاں رہو خدا کی یاد میں رہو

معزز سامعین!

اللہ رب العزت نے اپنے فضل وکرم سے اپنے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فانی دُنیا میں روانہ کر کے تمام عالم انسانیت پر احسانِ عظیم فرمایا۔ آپ ہی کے ذریعہ ہم کو اللہ رب العزت کی وحدانیت کا علم ہوا آپ ہی کے ذریعہ ہمیں کلام الٰہی عطا ہوا۔ اور آپ نے قیامت تک زمانہ میں رونما ہونے والے واقعات سے ہمیں واقف کروایا، مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی بعثت اور نزولِ عیسیٰؑ بھی شامل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"کیف تھلک اُمتی انا فی اولھا

و عیسیٰ ابن مریم فی آخرھا

والمھدی من اھل بیتی فی وسطھا"

اس حدیث شریف کو آپ مشکوٰۃ شریف (قدیم ایڈیشن) میں دیکھ سکتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس کائنات کی تخلیق فرمائی۔ اپنی خلقت میں اسی نے سب سے اشرف ہونے کا شرفِ نوع انسان کو عطا فرمایا۔

یوں تو اس اعزاز و بلند مرتبت کی کئی وجوہات ہیں جن کا ذکر خود اللہ نے اپنے کلامِ بے مثال میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ان خصوصیات میں ایک صفت بڑی خاص اور منفرد پائی گئی ۔ وہ ہے ہماری فہم اور ہماری قوتِ ادراک۔ ہم اپنی فہم کی بنا اپنے مشاہدات و وسائل میں غور وفکر کر کے قبول یا رَد کرنے کا فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ ایک ایسا کمال ہے جو تمام خلائق میں کسی اور کو نصیب نہیں ہوا اور اگر ہو بھی تو اسکا یہ معیار نہیں ہو سکتا۔ جہاں اس خالقِ حقیقی نے ہمیں یہ خاص صلاحیت عطا فرمائی وہیں ہمارے لئے اس دُنیا میں مختلف حالات پیدا کر دیئے ہر موقع پر ہمارے آگے ایک دوراہہ ہوتا ہے جس میں ایک حق اور دوسرا باطل راستہ ہوتا ہے۔ وہ حاکمِ مطلق اگر چاہتا تو ہمیں اپنی قدرت سے ہمیشہ راہِ حق پر چلوا سکتا تھا لیکن اُس نے ہماری فیصلہ کر سکنے کی صلاحیت کے امتحان کے طور پر انتخاب ہم پر چھوڑ دیا۔

تجربات زندگی ہمیں بتاتے ہیں کہ کسی بھی راہ کا اختیار کرنا تعینِ منزل کے بغیر نہیں ہوتا۔ چنانچہ America جانا ہو تو کوئی ایتھوپیا جانے والی راہ اختیار نہیں کرتا۔ ہم ہمیشہ اس راستے پر چلتے ہیں جو ہمیں ہماری منزلِ مقصود تک پہنچائے۔ اس لئے ہم اس دار فانی میں اپنی عارضی زندگی کے لئے جو کچھ بھی پسند کریں لیکن اُس حیات جاوداں کا اقتضاء یہی ہے کہ ہم ان اصحابِ فضل کی راہ پر چلیں جو ہدایت کی راہ پر ہیں۔ اسی راہ کو قرآنِ مجید نے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہا ہے۔

اور یہی صراط مستقیم ہے۔ ہم اپنی قوم کے ماضی پر نظر ڈالیں تو ہمیں وہ اصحابِ فضل نظر آتے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے محبت بلکہ عشق کے ذریعہ وہ انعام حاصل کیا کہ جس سے بڑا اور کوئی انعام نہیں ہو سکتا۔

حاضرین کرام

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ہر قوم اپنے مبتداء سے جوں جوں دور ہوتی گئی اپنی اصل کو کھوتی گئی۔

عقائد و عمل دونوں ہی کمزور ہوتے گئے اور آخر اُنکے اقدار بھی بدل گئے ۔ یہودی حضرت موسیٰؑ کے بعد رفتہ رفتہ زوال پزیر ہو گئے اور ان کے عقائد و عمل دونوں ہی میں نقص آ گیا۔ آج یہ خدا کی وہ محبوب قوم باقی نہ رہی۔ یہی حال عیسائیوں کا بھی ہے۔ یہودی اور نصاریٰ نے حضرت محمد ﷺ کا انکار کیا اور دونوں کا شمار آج تک المنتظرین میں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ذریعہ ہم کو قرآن عطا فرمایا اور اپنے کلام کی حفاظت خود اپنے ذمہ لے لی اور اسی قرآن مجید کو ماننے والے آج ۷۳ فرقوں میں بنٹ گئے یہ کیسے ہوا؟

قرآن کے پڑھنے والے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے اس قدر مختلف عقائد کے کیوں ہو گئے؟ غور کرنے پر پتا چلتا ہے کہ قرآن تو ایک ہی ہے لیکن لوگوں کی فہم مختلف، اس اختلاف کی کئی وجوہات ہیں جو اس وقت ہمارا موضوعِ گفتگو نہیں ہے۔

حاضرین کرام

آج تعلیم عام ہو گئی ہے اور لوگ اپنے دین میں غور وفکر کرنے لگے ہیں۔ اپنے مسائل کو قرآن و سنت کے مطابق حل کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی زندگی کو صحیح دین کی راہ پر ڈالنا چاہتے ہیں۔

عقیدہ میں کوئی کمی یا کھوٹ نظر آئے تو آگے بڑھ کر کسی دوسری جماعت کے نظریات وعقائد اختیار کر لینے کی ہمت رکھتے ہیں۔ ہم کہیں گے کہ یہ کوئی بری بات نہیں بلکہ بہت اچھی بات ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس عمل میں اخلاص ہو۔ کسی عقیدہ کا رَد یا کسی عقیدہ کا اختیار کرنا صرف اور صرف اللہ اور اس کی خوشنودی کے لئے ہو۔ اس میں کوئی دنیوی مفاد یا موقع پرستی یا پھر خواہشاتِ نفسانی شاملِ حال نہ رہے۔

اپنی کم علمی اور عدم واقفیت کے سبب دوسروں سے مرعوب ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں لیکن یہ کم علمی کسی اور کا نہیں بلکہ ہمارا اپنا قصور ہے۔ انصاف کا تقاضہ یہی ہے کہ ہم پہلے اچھی طرح اپنے ہی عقائد اور ان کی حقانیت کی تحقیق کریں پھر دوسروں کی طرف نظر ڈالیں۔

اس کے علاوہ کچھ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو اپنی دین فہمی کی سعی میں غلطی کر دیتے ہیں اور گمراہ ہو جاتے ہیں۔ بہر حال سب سے صحیح بات یہی ہے کہ منزل پر نظر ہو کہ کیا ہمارے اس عمل سے ہمیں اپنے پروردگار کی خوشنودی حاصل ہوگی۔ ہماری غرض اغیار سے نہیں بلکہ اپنے ان بھائیوں سے جو کسی وجہ سے اپنے عقائد کو لیکر مشکوک ہو گئے ہیں یا ہو رہے ہیں۔ غور فرمائیں کہ کیا چھوڑ کر جا رہے ہیں اور کیا پائیں گے۔ آج دُنیا میں مختلف اسلامی جماعتیں اس بات کا دعویٰ کرتی ہیں کہ وہی سب سے زیادہ مطابق بالقرآن وسنت ہیں اور دوسرے گمراہ ہیں۔ لیکن فیصلہ کیسے ہو؟ یہاں ہم اپنی اُسی بات کو دہرائیں گے جس سے ہم نے آج تمہید باندھی ہے کہ یہی وہ دوراہا ہے کہ جہاں ہمیں فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ کونسی راہ راہِ حق ہے اور کونسی گمراہی ہے۔ فیصلہ کرنا بہت آسان نظر آتا ہے کہ دونوں کا موازنہ وتقابل کیا جائے اور جو قرآن اور سنت کے قریب ہو وہی حق ہے۔ لیکن ایسا کرنے میں انصاف کیا جانا چاہیئے کہ دونوں ہی باتوں کو اچھی طرح سمجھیں۔

حاضرین محترم

یقین جانیئے کہ ہم سے بہتر عقائد کسی اور کے نا پائیں گے۔ عمل کی کمی ہر قوم میں موجود ہے لیکن یہ ہماری اپنی کمزوری ہے جس کا بوجھ قوم پر نہیں ڈال سکتے۔ آج دنیا میں کسی بھی قوم سے پوچھ لیں تو وہ یہی کہے گی کہ ہاں ہماری قوم آج اپنے اصل عملی معیار پر نہیں رہی۔ ہم اہل سنت والجماعت (مہدویوں) کا بھی آج یہی حال ہے لیکن کیا ہمارے عقائد میں کوئی کمی یا نقص ہے؟ اغیار کی عینک لگا کر دیکھیں گے تو حق کو نہ پائیں گے لیکن اگر انصاف پسندی کے ساتھ حق کو تلاشیں گے تو الحمدللہ مہدویہ عقائد کو بہتر سے بہتر مقام پر پائیں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ اغیار معصوم لوگوں کو یہ کہہ کر گمراہ کرتے ہیں کہ مہدویہ عقائد قرآن وسنت سے ہٹکر ہیں۔ میرے استاد محترم حضرت پیر ومرشد مولانا سید فضل اللہ حافظ صاحبؒ اپنی کتاب ''تکمیل دین اور فتوے'' میں بڑی ہی خوبصورت انداز میں مہدویہ عقائد کو پیش کیا جو ہمارے سمجھنے کے لئے بہت کافی ہے۔

چنانچہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق سے مشرف ہونے کے بعد بھی ہمارا موقف یہی ہے کہ

۱۔ مہدوی اللہ تبارک تعالیٰ کے ایک ہونے پر ایمان رکھتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے اس پر بھی بدرجہ عالیت ایمان رکھتا ہے۔

۳۔ مہدوی اس پر بھی ایمان رکھتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ازلی نبوت حاصل تھی۔ یعنی آدمؑ کی خمیر کے پہلے ہی سے آنحضرتؐ نبی تھے۔

۴۔ مہدوی حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام انبیاء ومرسلین وخلفاء علیہم السلام پر ایمان رکھتا ہے۔

۵۔ چاروں آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتا ہے اور قرآن کے آخری کتاب ہونے پر ایمان رکھتا ہے جو قیامت تک رہے گا۔

۶۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی (خاتم النبیین) ہونے اور افضل الانبیاء ہونے پر ایمان رکھتا ہے یعنی حضرت محمد ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا پر ایمان رکھتا ہے۔

۷۔ تمام فرشتوں پر ایمان رکھتا ہے۔

۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ (چاروں خلفائے راشدین) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالترتیب خلفاء تسلیم کرتا ہے۔

۹۔ تمام صحابہ کرامؓ تابعینؒ، طبع تابعینؒ، صالحینؒ کو بالترتیب واجب التعظیم سمجھتا ہے۔

۱۰۔ تمام احادیث پر ایمان رکھتا ہے احادیث یا احادیث متواترہ کا انکار کفر سمجھتا ہے۔

۱۱۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ، ابن ماجہ ونسائی کو صحیح سمجھتا ہے اور دیگر کتب احادیث کو بھی تسلیم کرتا ہے۔

۱۲۔ چاروں آئمہ مجتہدینؒ (حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ، حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ، حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ) کو برحق سمجھتا ہے۔

اور ان چاروں ائمہ میں سے جس کسی کا بھی مسئلہ عالیت پر مبنی ہو (یعنی جس کسی مسئلہ میں بھی قرآن وسنت کی زیادہ سے زیادہ پیروی اور تقویٰ وپرہیز گاری ہو) اختیار کرتا ہے۔

غور فرمائیں کہ کیا اس سے زیادہ صحیح اور اس سے بہتر عقیدہ کسی اور کا ہوسکتا ہے۔

حاضرین کرام

حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام نے تمام اُمت محمدیہؐ پر آپؑ نے اپنے دعوئے مہدیت کا علانیہ اظہار فرمایا اور اُس دور کے تمام سلاطین اور بادشاہوں کے نام دعوت نامے روانہ فرمائے اور اُن سے مطالبہ کیا کہ

''اگر میں دعویٰ مہدیت میں سچا ثابت نہ ہوسکوں تو تم پر میرا
قتل واجب ہے۔ پس علماء کو چاہیئے کہ میری تحقیق کریں''

جب امام مہدی موعود علیہ السلام افغانستان پہنچے شاہ افغانستان نے آپؑ کی آمد پر اپنے دربار کے جید علماء سے پانچ جید علماء کو منتخب کر کے آپؑ کی تحقیق کے لئے روانہ کیا، پانچوں علماء آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بحث شروع کی اور بحث

میں عاجز ہونے کے بعد آپؑ سے دریافت کیا کہ آپؑ کا مذہب کیا ہے۔ امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

''مذہبِ ما کتاب اللہ واتباع محمد رسول اللہؐ ''

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی ہماری صداقت جاننا چاہتا ہو تو وہ ہمارے احوال و اعمال کو کتاب اللہ اور اتباع محمد رسول اللہؐ سے مطابقت کر کے دیکھے۔ اس سے بڑھ کر آپ علیہ السلام کا حق پر ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔

محترم حضرات

اگر کوئی شخص انتہائی غیر جانبداری سے آج کے دور کا جائزہ لے تو اُس پر یہ حقیقت ظاہر ہوگی کہ آج کا دور پُر آشوب دور ہے۔ آج دُنیا تمام میں مسلمان یا تو عیش وعشرت میں مبتلا ہیں یا پھر خانہ جنگیوں میں۔ مسلم ممالک میں انتشار اپنے عروج پر ہے۔ فرقہ بندی اور سیاسی پارٹیاں ایک دوسرے کو کمزور کرنے کے لئے ہر قسم کی کوشش کر رہی ہیں اور طاقتوں کی اہل کار بھی بن رہی ہیں۔

مسلمان اسلام کے نام پر ایک دوسرے کا خون بہا رہے ہیں۔

حاضرین محترم

آج سود کی لعنت اس قدر عام ہو چکی ہے کہ مغربی ممالک ہی نہیں بلکہ اسلامی ممالک بھی اس لعنت میں ملوث ہو چکے ہیں۔ اس وقت مجھے رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیث یاد آ رہی ہے، جس کا مفہوم ہے کہ'' آخر زمانے میں سود اس قدر عام ہو جائے گا کہ انسان سود نا بھی لے تو اس کے دُھنوے سے نہ بچ سکے گا''۔ یہ تمام حالات قُرب قیامت کے ہیں۔ ان حالات میں ہم صرف نزول عیسیٰؑ کی توقع کر سکتے ہیں۔ کیونکہ حضرت رسول مکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق مہدی موعود علیہ السلام کا ظہور ہو چکا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول باقی ہے۔

(رسول مکرم ﷺ کی حدیث شریفہ اس سے قبل آپ کی خدمت میں پیش کی جا چکی ہے)

اس حدیث شریفہ سے ثابت ہوتا ہے کہ امام مہدیؑ کے ظہور کا زمانہ اُمت کی وسط کا ہے اور حضرت رسول مکرم ﷺ کا ارشاد ہے تو وجُوبِ عمل کے اعتبار سے اِس میں قرآن مجید کی آیت میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ کیونکہ قرآن مجید حضرت رسول اللہ ﷺ کے متعلق شاہد ہے کہ

''وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْهُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُوْحٰى''

یعنی حضرت رسول مکرم ﷺ جو کچھ فرماتے ہیں اپنی طرف سے نہیں فرماتے بلکہ بے شک وہی فرماتے ہیں جو اُن کو وحی کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اور حضرت رسول مکرم ﷺ کی اطاعت سے ہٹکر عمل کرنا اپنے تمام اعمال اور اپنی تمام عبادتوں کو خراب کر لینا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا صاف حکم ہے کہ

"یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُو اللّٰہُ وَ اَطِیْعُو الرَّسُوْلُ وَلَا تُبْطِلُوا اَعْمَالَکُمْ"

یعنی اے ایمان والو اللہ کی اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور ترک اطاعت سے (اطاعت سے ہٹ کر) اپنے اعمال خراب نہ کرو۔

ان حالات میں ہم کو

"اُصَدِّقُ اِنَّ الْمَھْدِیُ اَلْمَوْعُوْدَ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ قَدْجَاءَ وَ مَضٰی"

کہنے ہی میں نجات ہے

معزز سامعین!

اگر آپ قوم مہدویہ کی زائد از چھ سو سالہ تاریخ پر نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کے مصدقان ساری دُنیا میں موجود ہیں۔ جن کا ثبوت حضرت بندگی میاں سید الشہداء شاہ خوندمیر صدیق ولایتؓ کی شہادت ہے۔ آپؓ کے ساتھ شہید ہونے والوں کی فہرست میں افغانستان، ہندوستان، مصر اور دیگر علاقوں کے باشندے تھے۔

مگر آج کیا حال ہے؟

آج سے تقریباً سو سال پیشتر حضرت مولوی سید شہاب الدین صاحبؒ نے اپنی رپورٹ (مطبوعہ) "اصلاح المصدقین" میں قوم مہدویہ کے انحطاط پر تشویش کا اظہار کیا۔

۱۹۴۶ء میں انجمن مہدویہ نے اپنی گولڈن جوبلی تقریب بمقام احاطہ انجمن مہدویہ چنچل گوڑہ حیدرآباد دکن میں منائی۔ اس گولڈن جوبلی تقاریب کے صدر استقبالیہ عالی جناب محمد کرم علی خاں صاحب بی اے ایل ایل بی تھے۔ عالی جناب محمد کرم علی خاں صاحب نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں بھی انحطاط پر اپنی فکر مندی کا اظہار کیا۔

مگر ہم لوگ اس جانب توجہ نہیں دیئے اور انحطاط کا سلسلہ جاری ہے۔

آج کے اس عالمی اجتماع میں اہل علم، دانشور، مفکر اور ہمدردان قوم جمع ہیں۔ میں ارباب MICC سے توقع کرتا ہوں کہ وہ اس عالمی اجتماع سے استفادہ کرتے ہوئے اس اہم موضوع پر غور کریں اور آئندہ کے لئے کوئی جامع منصوبہ تیار کریں تاکہ اس کا سدِّ باب ہوسکے۔

میں ایک بار پھر MICC کے ارباب مجاز حضرات اور تمام حاضرین کا ممنون و مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔

خدا حافظ